بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

عید قرباں

عید قرباں آئی تو یاد آیا کہ مدتوں پہلے روئے زمین پر قربانی کا ایک فقید المثال واقعہ رونما ہوا تھا، جس کی یادگار مسلمانوں کا یہ دن ہے، جس میں مسلمان آج بھی اس رسم کو دھرا کر اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں اور اس اقرار کی تجدید کرتے ہیں "قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" (قرآن) کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہے۔ اسی نسبت سے اس تقریب کا نام عید قرباں موزوں قرار پایا کہ اس میں قربانی کا رسمی عمل انجام دے کر تقرب الی اللہ کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اس واقعے کو مسلمانوں کا قومی دن قرار دے کر رب العزت نے جہاں اس قصے کی دو واجب الاحترام شخصیتوں کو اپنے انعام سے نوازا وہاں امت مسلمہ کو بھی، جو مذھباً انھی کی ملت سے ہیں، یہ اعزاز بخشا کہ خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کی سنت کے وارث اور امین یہی ہوں گے۔ تاکہ شہادت حق کے مشن کی تکمیل کی راہ میں جب کبھی اور جہاں کہیں ضرورت داعی ہو بے دریغ، جانور کا نہیں، بلکہ جان کا نذرانہ دے کر یہ فریضہ انجام دے سکیں اور اللہ کے لئے تن من دھن کی قربانی پیش کر کے سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے رہیں۔ اس لئے کہ سنت ابراہیمی حقیقتاً جانور کی نہیں، جان ہی کی قربانی سے عبارت ہے۔ جانور کی قربانی تو ایک وقتی فدیہ ہوتا ہے۔ اور اس فدیہ کی اپنی حکمت اور مصلحت ہے۔ قربانی کے اُس عظیم یادگار واقعے کے تمام پہلوؤں پر غور کریں تو یہ حکمت و مصلحت بخوبی سمجھ میں آتی ہے۔

عید قرباں خوشی کے اظہار سے زیادہ فرض کی پکار ہے۔ وہ فرض جو ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔ مسلمان کی جان مال کا سودا اس کے اللہ سے ہو چکا ہے۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ (قرآن) "بے شک اللہ نے مومنین سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے اس کے بدلے ان کے لئے جنت ہے"۔ جو چیز اپنی نہیں پرائی ہو وہ جس دم بھی مانگنے والا مانگے اس کے حوالہ کر دینی ہوتی ہے۔ ایمانداری کا تقاضا یہی ہے۔ انسان زود فراموش ہے۔ مبادا وہ اللہ سے کیا ہوا عہد بھول جائے اللہ نے محض اپنی مہربانی اور کمال رحمت سے یاد دہانی کا سامان کر دیا ہے۔ یہ جانور کی قربانی جو عید قرباں کی ایک دینی رسم اور عبادت قرار دی گئی ہے اس کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ عہد فراموش نہ ہونے پائے۔ حق کی راہ میں جان و مال کو قربان کر دینے کا جذبہ پیدا کرنے اور اسے زندہ رکھنے کے لئے ہی امت مسلمہ پر قربانی فرض کی گئی۔ جان سپاری کے جذبے کو پروان چڑھانے میں رسم قربانی بڑا موثر کردار ادا کرتی ہے بشرطیکہ یہ رسم شعور و آگہی کے ساتھ انجام دی جائے۔ یہیں سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ قربانی اور جہاد میں گہرا تعلق ہے، بلکہ جہاد جس میں جان کو ہتھیلی پر رکھ کر نکلنا ہوتا ہے قربانی کی معراج ہے۔ جان کی قربانی پیش کرنے کا موقع جو شریعت حقہ اسلامیہ اپنے پیروکاروں کو فراہم کرتی ہے وہ یہی جہاد ہے جو ایک اہم رکن دین ہے۔ لیکن آج کیفیت یہ ہے کہ ہم نے اس کی فرضیت کو ساقط کر رکھا ہے۔ رسم جہاد مسلمانوں میں عرصہ سے موقوف ہے۔ ہر حال میں پُرامن رہنا اور بقائے باہمی مسلمانوں کا شعار ہو گیا ہے۔ باطل آگے پیچھے دائیں بائیں سے یورش کر کے آئے پھر بھی ہم اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ عملاً جہاد متروک تھا ہی رفتہ رفتہ ہم نے فکر و خیال سے بھی اسے خارج کر دیا ہے۔ ارکان اسلام کا ذکر آتا ہے تو جہاد کا نام تک نہیں لیا جاتا۔ مسلمان صرف دفاعی جنگ کر سکتے ہیں حالانکہ حق کے علمبردار اگر آگے قدم بڑھانے کی اہلیت نہیں رکھتے تو وہ دفاعی جنگ بھی نہیں لڑ سکتے۔ کاش مسلمان اس نکتے کو سمجھتے!

(مدیر)